سوال

والدین کی اجازت کے بغیر جہاد پر جانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا والدین کی اجازت لئے بغیر جہاد کی ٹریننگ کے لئے جا سکتے ہیں۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اصول یہ ہے کہ شرک وبدعت، حرام کے ارتکاب اور گناہ کے کاموں میں والدین کی اطاعت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر والدین کسی فرض یا واجب کی ادائیگی سے روکیں تو بھی ان کی اطاعت نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

وَاِن جاہَدٰاکَ عَلیٰ اَن تُشرِکَ بی مالَیسَ لکَ بِہِ عِلمٌ فَلا تُطِعهُما وَصاحِبهُما فِی الدُّنیا مَعرُوفًا وَاتَّبِع سَبیلَ مَن اَنابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرجِعُکُم فَاُنَبِّئُکُم بِما کُنتُم تَعمَلُونَ ١٥

اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا۔

آپ کا ارشاد ہے :

لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ (مسند احمد)

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کسی قسم کی بھی اطاعت جائز نہیں ہے۔

لیکن یہاں اصل سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان کےلیے جہاد بمعنی قتال کی ٹریننگ فرض عین ہے یا نہیں۔ ؟ اگر فرض عین ہے تو والدین کی اطاعت نہیں ہے اور اگر فرض عین نہیں ہے تو والدین کی اطاعت ضروری ہے۔ جہاد بمعنی قتال عام حالات میں اہل علم کی نظر میں فرض کفایہ ہے اور ایک جماعت کی ادائیگی سے سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے لہذا اس کی ٹریننگ بھی فرض کفایہ ہوگی۔ پس آپ جہادی ٹریننگ کےلیے اپنی والدہ کو راضی کریں اور ان کی اجازت کے بغیر جانا درست نہیں ہے۔ جہاں تک گن وغیرہ چلانے کا تعلق ہے تو اس کے سیکھنے کےلیے معسکرات کی ٹریننگ کے علاوہ بھی بہت سی آپشنز ہوتی ہیں۔

شیخ صالح المنجد اس بارے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں؛

سوال؛اس وقت اور دور میں کیا ہر استطاعت رکھنے والے شخص پر جہاد فرض ہے ؟

الحمدللہ:

اول :

جہاد کے کئی ایک مراتب اور درجات ہیں، ان میں کچھ تو ہر مکلف پر فرض عین ہے ، اور کچھ فرض کفایہ یعنی جب بعض مکلفین جہاد کر رہے ہوں تو باقی سے ساقط ہو جاتا ہے ، اور کچھ مستحب ہے

جہاد نفسی اور شیطان کے خلاف جہاد تو ہر مکلف پر فرض ہے ، اور منافقین اور کفار اور ظلم وستم کرنے والوں اور برائی اور بدعات پھیلانے والوں کے خلاف جہاد فرض کفایہ ہے ، اور بعض اوقات کفار کے خلاف جہاد معین حالات میں فرض عین ہو جاتا ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

جب یہ معلوم ہو گیا تو پھر جہاد کی چار اقسام اور مراتب ودرجات ہیں : جہاد بالنفس ، شیطان کے خلاف جہاد ، کفار کے خلاف جہاد ، اور منافقین کے خلاف جہاد

جہاد بالنفس کے بھی چار درجات اور مراتب ہیں :

پہلا مرتبہ :

ہدایت وراہنمائی کی تعلیم اور دین حق کے حصول کےلیے نفس کے خلاف جہاد کیا جائے ، کیونکہ اس کے بغیر نہ تو دنیا میں سعادت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی آخرت میں کامیابی فلاح سے ہمکنار ہوا جا سکتا ہے ، جب اس پر عمل نہ کیا جائے تو دونوں جہانوں میں شقاوت وبدبختی حاصل ہوتی ہے

دوسرا مرتبہ :

علم کے حصول کے بعد وہ اس پر عمل کرنے کےلیے جہاد اور کوشش کرے ، کیونکہ عمل کے بغیر صرف علم اگر اسے نقصان نہ دے تو اسے کوئی فائدہ بھی نہیں دے سکتا

تیسرا مرتبہ :

وہ اس علم کو آگے پھیلانے اور جنہیں اس کا علم نہیں انہیں تعلیم دینے میں جہاد اور کوشش کرے ، اگر ایسا نہیں کرتا تو وہ ان لوگوں میں شامل ہو گا جو اللہ تعالی کی نازل کردہ ہدایت و راہنمائی اور واضح دلائل کو چھپاتے ہیں ، اور اس کا یہ علم اسے نہ تو اللہ کے عذاب سے نجات دے گا اور نہ ہی اسے کوئی نفع دے سکتا ہے

چوتھا مرتبہ :

اللہ تعالی کے دین کی دعوت دینے میں جو تکالیف اور مشکلات پیش آئیں، اور لوگوں کی جانب سے حاصل ہونے والی اذیت پر صبر کرنے کا جہاد، اور ان سب کو وہ اللہ کے لیے برداشت کرے

توجب یہ چار مرتبے مکمل کرلے گا تو وہ ربانیین میں شامل ہو جائیگا، سلف رحمہ اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ عالم اس وقت تک ربانی کے نام سے موسوم ہونے کا مستحق نہیں جب تک وہ حق کی پہچان کر کے اس پر عمل کرنے کے بعد اس کی لوگوں کو تعلیم نہ دے، تو جو شخص علم حاصل کرے اور اس پر عمل کر کے لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دے تو یہی شخص ہے جو آسمان میں عظیم شان رکھتا ہے

شیطان کے خلاف جہاد کے دو مرتبے ہیں :

پہلا مرتبہ :

شیطان کی جانب سے بندے کو ایمان میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات دور کرنے کے لیے جہاد کرنا

دوسرا مرتبہ :

شیطان کی جانب سے فاسد قسم کے ارادے اور شہوات دور کرنے کی کوشش اور جہاد کرنا

تو پہلے جہاد کے بعد یقین اور دوسرے کے بعد صبر حاصل ہوگا اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا اور امام بنا دیے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے السجدة (24).

تو اللہ سبحانہ وتعالی نے خبر دی ہے کہ امامت دین صبر اور یقین کے ساتھ حاصل ہوتی ہے، چنانچہ صبر شہوات اور فاسد قسم کے ارادوں کو دور اور ختم کرتا ہے، اور یقین شکوک و شبہات کو ختم کرتا ہے

اور کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کے چار مراتب ہیں :

دل اور زبان اور مال اور نفس کے ساتھ

ہاتھ کے ساتھ جہاد کرنا کفار کے خلاف خاص ہے

اور منافقین کے خلاف زبان کے ساتھ جہاد کرنا خاص ہے

اور ظلم وستم اور بدعات و منکرات کے خلاف جہاد کے تین مراتب ہیں :

پہلا :

اگر قدرت و استطاعت ہو تو ہاتھ کے ساتھ، اور اگر استطاعت نہ ہو تو یہ منتقل ہو کر زبان کے ساتھ، اور اگر اس کی بھی استطاعت اور قدرت نہ ہو تو پھر دل کے ساتھ جہاد کرنے میں منتقل ہو جاتا ہے

توجہاد کے یہ تیرہ (13) مراتب ہیں، اور حدیث :

"جو شخص بغیر جہاد کیے مرگیا اور نہ ہی اس کے نفس میں جہاد کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تو وہ نفاق کی ایک علامت پر مرا"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1910).

دیکھیں : زاد المعاد (3/9-11).

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

جہاد کی کئی ایک اقسام ہیں :

نفس کے ساتھ، مال کے ساتھ، دعاء کے ساتھ، توجیہ وارشاد اور راہنمائی کر کے، کسی بھی طرح خیر و بھلائی پر معاونت کر کے جہاد کرنا

لیکن ان سب میں عظیم نفس کے ساتھ جہاد ہے، پھر مال کے ساتھ اور رائی اور راہنمائی کے ساتھ جہاد کرنا، اور اسی طرح دعوت و تبلیغ بھی جہاد ہی ہے، تو نفس اور جان کے ساتھ جہاد سب سے اعلی درجہ ہے"

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (7/334-335).

دوم :

اور کفار کے خلاف ہاتھ سے جہاد میں امت مسلمہ کے حسب حال کئی قسم کے مراحل گزرے ہیں :

ابن قیم رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

اللہ سبحانہ وتعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل فرمائی کہ وہ اس رب کے نام سے پڑھیں جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اور یہ نبوت کی ابتدا تھی، تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنے دل میں اسے پڑھیں اور اس وقت انہیں اس کی تبلیغ کا حکم نہیں دیا پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے سورۃ المدثر کی یہ آیت نازل فرمائی :

اے چادر اوڑھنے والے اٹھو اور ڈراو .

تو اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ کو اقراء کہہ کر نبی بنایا اور یا ایھا المدثر کہہ کر رسول بنایا

پھر اللہ تعالی نے حکم دیا کہ اپنے کنبہ قبیلہ والوں اور قریبی رشتہ داروں کو تبلیغ کرو، اور پھر اس کے بعد اپنی قوم کو، اور پھر اس کے بعد اپنے ارد گرد رہنے والے عرب کو، اور پھر دور رہنے والے عرب کو، اور پھر پوری دنیا میں رہنے والوں کو

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی بننے کے بعد دس برس تک بغیر کسی قتال اور لڑائی اور جہاد اور بغیر جزیہ کے تبلیغ کرتے رہے، اور آپ کو صبر و تحمل اور معاف و درگزر کرنے اور ہاتھ

روک کر رکھنے کا حکم دیا گیا

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی گئی اور اس کے بعد پھر لڑائی اور جہاد کرنے کی

پھر آپ کو ان لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا جو آپ سے لڑائی کرتے تھے، اور جو آپ سے نہیں لڑے اور قتال نہیں کیا ان سے روک دیا گیا

پھر مشرکوں کے خلاف اس وقت تک لڑائی کا حکم دیا گیا جب تک کہ پورا دین اللہ کے لیے نہ ہو جائے

پھر کفار کے خلاف جہاد کا حکم ملنے کے بعد کفار کی آپ کے ساتھ تین اقسام تھیں:

جن کے ساتھ صلح اور جنگ بندی تھی

جن کے ساتھ لڑائی تھی یعنی اہل حرب

اور ذمی لوگ

دیکھیں: زاد المعاد (159/3).

سوم:

کفار کے خلاف ہاتھ سے جہاد کرنا فرض کفایہ ہے:

ابن قدامہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

قال:

(اور جہاد فرض کفایہ ہے، جب قوم کے کچھ افراد جہاد کر رہے ہوں تو باقی افراد سے ساقط ہو جاتا ہے).

فرض کفایہ کا معنی یہ ہے کہ:

وہ فرض چیز اگر اتنے لوگ اس کی ادائیگی نہ کریں جو کافی ہوں تو سب لوگ گنہگار ہونگے، اور اگر اتنے لوگ ادا کر لیں جو کافی ہوں تو باقی سب لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے

ابتدا میں خطاب سب کو شامل ہے، مثلا فرض کفایہ، اور پھر اس میں مختلف ہے کہ فرض کفایہ بعض کے ادا کرنے سے باقی افراد سے ساقط ہو جاتا ہے، اور فرض عین کسی دوسرے کے کرنے سے کسی سے بھی ساقط نہیں ہوتا، عام اہل علم کے قول کے مطابق جہاد فرض کفایہ میں شامل ہوتا ہے.

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (163/9).

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

یہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ ہم پہلے کئی بار بیان کر چکے ہیں کہ جہاد فرض کفایہ ہے نہ کہ فرض عین، اور سب مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی اپنے نفس اور اپنے مال اور اسلحہ اور

دعوت اور مشورہ کے ساتھ معاونت ضرور کریں، توجب جہاد کے لیےاتنے لوگ نکل جائیں جو کافی ہوں باقی افراد گنہگار ہونے سے بچ جائینگے، اور جب سب لوگ ہی جہاد ترک کر دیں تو سب گنہگار ہونگے تو مملکت سعودی عرب، اورافریقہ اور مغرب وغیرہ میں بسنے والے مسلمانوں کو اپنی طاقت صرف کرنی چاہیے، اور زیادہ قریب والا شخص زیادہ حصہ ڈالے، توجب ایک یا دو یا تین یا اس سے زیادہ ملکوں میں سے افراد کافی ہوجائیں تو باقی مسلمانوں سے ساقط ہوجائیگا اور وہ نصرت و مدد اور تائید کے مستحق ہیں ان کی مدد کی جائے، ان کے دشمن کے خلاف ان مسلمانوں کی مدد کرنا فرض ہے؛ کیونکہ وہ مظلوم ہیں، اور اللہ سبحانہ وتعالی نے سب کو جہاد کا حکم دیا ہے، انہیں چاہیے کہ وہ اللہ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرکےاپنے بھائیوں کی مدد کریں، اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے توگنہگار ہونگے، اور جب اتنے افراد جہاد کرنے لگیں جو کافی ہوں تو باقی سے گناہ ساقط ہوجائیگا.

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن باز (335/7).

چہارم:

کفار کے خلاف جہاد چار حالتوں میں فرض ہوجاتا ہے:

1- جب مسلمان شخص جہاد میں حاضر ہوجائے

2- جب دشمن آجائے اور علاقے اور ملک کا محاصرہ کرلے

3- جب امام المسلمین اور حکمران رعایا کو جہاد کی طرف بلائے تو رعایا پر جہاد کےلیے نکلنا فرض ہوجاتا ہے

4- جب اس شخص کی ضرورت ہو اور اس کے بغیر کوئی اور اس ضرورت کو پورا نہ کرسکتا ہو

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جہاد واجب اور اس وقت فرض عین ہوجاتا ہے جب کوئی انسان قتال میں حاضر ہوجائے، یہ فرض عین ہونے کی پہلی جگہ ہے جہاں جہاد فرض عین ہوتا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو جب تم کفار کے مدمقابل ہوجاؤ اور دوبدو ہوجاؤ توان سے پشت مت پھیرنا، اور جو شخص ان سے اس موقع پر اپنی پشت پھیرے گا مگرہاں جو لڑائی کےلیے پینترا بدلتا ہو، یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنی ہے، باقی اور کوئی جو ایسا کریگا وہ اللہ کے غضب میں آجائیگا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا، اور بہت ہی بری ہے وہ جگہ الانفال (15-16).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ لڑائی والے لڑائی میں سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا سات تباہ کن اشیاء میں سے ایک ہے، فرمان نبوی ہے:

"سات تباہ کن اشیاء سے بچ کر رہو: اور اس میں لڑائی والے دین لڑائی سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا بھی ذکر کیا"

متفق علیہ

لیکن اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے دو حالتوں میں استثنی کیا ہے:

پہلی حالت :

وہ شخص لڑائی کا پینترا بدلنے کےلیے وہاں سے بھاگے، یعنی دوسرے معنوں میں اس طرح کہ وہ اس سے بھی زیادہ قوت وطاقت کے ساتھ آنا چاہتا ہو

دوسری حالت :

وہ اپنی جماعت کے ساتھ ملنا اور پناہ حاصل کرنا چاہتا ہو، وہ اس طرح کہ اسے بتایا جائے کہ دوسری طرف سے مسلمانوں کی ایک جماعت اور لشکر شکست کھانے کے حالت میں ہے، تو وہ ان کی تقویت اور کےلیے ان کے ساتھ ملنے کےلیے جائے، اوراس حالت میں شرط یہ ہے کہ وہ اس گروہ اور لشکر کا خوف نہ رکھے جس میں رہ کر وہ خود لڑرہا ہے، اوراگر اس جماعت کا خدشہ رکھتا ہو جس میں وہ خود ہے تو پھر اس کا وہاں سے نکل کر دوسری جماعت میں جانا جائز نہیں، تو اس حالت میں اس پر فرض عین ہوگا اوراس کے وہاں سے جانا جائز نہیں

دوم :

جب اس کے علاقے اورملک کو دشمن گھیر لے تو اس شخص پراپنے وطن کے دفاع کےلیے لڑائی اور قتال فرض عین ہوجاتا ہے، اور یہ اس شخص کے مشابہ ہے جو لڑائی کی صف میں موجود ہو؛ کیونکہ جب دشمن ملک اور علاقے کا محاصرہ کرلے تو اس کا دفاع کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ دشمن اس علاقے میں جانے اور وہاں سے باہر نکلنے سے روک دے گا، اوراس طرح ان کےلیے غلہ وغیرہ بھی نہیں آسکے گا، اوراس کے علاوہ جوکچھ معروف ہے اس پر بھی پابندی لگ جائیگی، تو اس حالت میں اس علاقے کے لوگوں پر اپنے ملک کے دفاع کےلیے لڑنا فرض عین ہے

سوم :

جب امام اور حکمران لڑنے کا حکم دے، امام وہ ہے جو ملک کا حکمران اور سربراہ ہو، اوراس میں امام المسلمین ہونے کی شرط نہیں؛ کیونکہ یہ عمومی امامت بہت زمانے سے ختم ہو چکی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"اگر تم پر حبشی غلام بھی امیر اور حکمران بنا دیا جائے تو اس کی سمع واطاعت اور فرمانبرداری کرو"

توجب کوئی انسان کسی بھی جہت میں امیر بن گیا تو وہ امام عام کی طرح ہی ہے اوراس کا قول نافذ ہوگا اوراس کا حکم مانا جائیگا

دیکھیں: الشرح الممتع (10/8).

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

محدث فتوی